

احمد رضا نے ترجمہ کیا



قرآن کا ہے ایک مگر

زلالا محید



حصہ اول

یعنی احمد رضا خاں بریلوی تحریف قرآن کے آئینے میں

بنتاریظ

حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی
حضرت مولانا محمد ابو بکر صاحب غازی پوری

تالیف

مولانا محمد اسرار امیل صاحب قاسمی

(استاد مدرسہ مرقاة العلوم (منو))

مکتبۃ الاظهر

کریم الدین پورہ گھنٹی ضلع منو

وَحَيْطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطْلُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ سوره ہود

اور انھوں نے اس میں جو کچھ کیا تھا وہ ناکارہ ہوا اور جو کچھ کر رہے ہیں

اب بھی بے اثر ہے

بحرم کوزہ شرا و اجاب کفن ڈھنک دو منہ کھول کے کیا ہوگا پردہ میں بھلائی ہے
(احمد رضا)

آئیں وہ شرف نگاہی کا ہے جنکو دعویٰ آئینہ ان خود دکھاؤں تو پشیمان ہونگے
(افسوس حیا ہی نہیں)

ترا لا محمد

(حصہ اول)

از

مولانا محمد اسیر اسحاق سمیعی عظیم مرقاة العلوم مؤلف تھیں
ناشر

مکتبہ الانوار کراچی - کریم الدین پور - گھوسی - منو

تصريحات

نام کتاب
نام مؤلف
طبع اول
طبع دوم
طبع سوم
طبع چهارم
طبع پنجم
طبع ششم
کتابت
قیمت
ناشر

نزالامجد

(مولانا) محمد اسراييل قاسمي اعظمي

۱۳۱۷ھ تعداد ایک ہزار، سرفراز آفسیٹ پریس، مؤ

۱۳۱۸ھ تعداد ایک ہزار، پروانچل آفسیٹ پریس، مؤ

۱۳۱۹ھ تعداد گیارہ سو، شیروانی آفسیٹ پریس دلی گلی قاسم جان

۱۳۲۲ھ تعداد گیارہ سو، " " "

۱۳۲۸ھ تعداد گیارہ سو، " " "

۱۳۳۶ھ تعداد گیارہ سو، " " "

شمس الحسن محلہ کوٹ ادري

۵۰/=

مکتبۃ الاظهر، کریم الدین پور، گھوسی مؤ

فہرست مضامین

صفحہ

عنوان

۴

مقدمہ طبع چہارم

۵

تقریظ: نمونہ سلف حضرت مولانا ابیزار احمد رضا اعظمی شیخ اکبریت مدرسہ شیخ الاسلامیہ پوریہ اعظمیہ

۸

تقریظ: ترجمان حقیقت حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہ

۱۱

سخنائے گفتنی

۲۲

ترجمہ لفظی یا تحریفی

۳۰

بسم اللہ، شریف کا ترجمہ یا اسکی اصلاح

۳۲

ایات نعبد و ایتا نستعین، کا ترجمہ

۳۳

اھدنا الصراط المستقیم، کا ترجمہ

۳۴

و وجدك ضالاً، کا ترجمہ

۵۱

اذا فتحنا لك فتحاً مبيناً، کا ترجمہ

۵۸

لا اقسم بهذا البلد، کا ترجمہ

۶۱

لفظ - میاں

۶۲

لفظ - عقاب

۶۳

خانصاحب نے رسول کی توہین کی

۶۶

خانصاحب کی نرالی عربی دانی اور انکے مجددانہ ترجموں کے چند اچھوتے نمونے

۶۹

بقول رضا خانیوں کے، بسم اللہ کے ترجمہ میں احمد رضا خاں غلط کار

۷۰

رضا خانیوں کے نزدیک بھی احمد رضا خاں (گمراہ) ہو کر مرے

۷۲

بقول رضا خانیوں کے احمد رضائے یاتھا الذبی کا ترجمہ نامکمل کیا

۷۷

نقہ حنفی سے بغاوت یا جہالت

۷۸

کچھ اور حقائق

مقدمہ

(طبع چہارم)

مناظرین کرام! یہ کتاب (نوالا مجدد) حصہ اول۔ جو مفتی شریف المصطفیٰ گھوسوی کی کتاب (علماء دیوبند علماء اسلام کی نظر میں) کے جواب میں آج سے ساڑھے چار سال پہلے لکھی گئی تھی، اب تک لا جواب ہے۔

خود مفتی شریف الحق صاحب جو نام نہاد شارح بخاری شریف ہونے کی بنیاد پر ہمیں اپنے کو چاندی سے تلموا گئے، باوجود مطالبہ کے جواب لکھنے کی ہمت نہ کر سکے اور اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔

بفضلہ تعالیٰ یہ کتاب جہاں عوام انتہائی مقبول ہوئی وہاں خواص نے بھی اس کو بے حد پسند فرمایا۔ اس قلیل عرصہ میں اس کتاب کے تین ایڈیشن ختم ہو گئے۔ اور اب چوتھا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

جس میں بعض اجاب کی خواہش اور ان کے اصرار پر مزید کچھ اور مزید رد و لہجہ باتوں کا اضافہ بھی ہے۔ اور ساتھ ہی وقت کے دو موقر اور جید علماء کرام کی شاندار تعاریض بھی۔

(۱) نمونہ سلف حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی مدظلہ شیخ الحدیث (مدرسہ) شیخ الاسلام۔ شیخ پور۔ اعظم گڑھ و ایڈیٹر سہ ماہی مجلہ (المآثر) مرقاة العلوم مئوہی

(۲) ترجمان تنفیث حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری۔ ایڈیٹر دو ماہی مجلہ (زمزم)

احقر محمد اسوئل قاسمی فادم المدریس مدر مرقاة العلوم مؤ

۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ بروز بدھ شنبہ

تقریظ نمونہ سلف حضرت مولانا عجاز احمد رضا عظمیٰ شیخ الحدیث

مدرسہ شیخ الاسلام - شیخوپورہ - عظیم گٹھ - یوپی - مدیر - سرمایہ بجلہ (الٹاثر) مرقاة العلوم سنو

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بدعت

ہر وہ عقیدہ اور قول و عمل ہے جس کو دین سمجھے کر اختیار کیا جائے جبکہ وہ دین نہ ہو

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: **أَلَيْسَ أَكْبَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي**۔ آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا، اور اپنا احسان تم پر تام کر دیا۔ اب اس کامل اور مکمل دین میں کسی اضافہ اور کسی کمی، گنجائش نہیں ہے، اشر نے ایک حصار قائم فرما دیا ہے، اب نہ اس میں سے کوئی چیز خارج ہو سکتی، یعنی دین کی کوئی بات بعد میں دین نہ رہے، ایسا نہیں ہو سکتا، اور نہ اس میں کوئی چیز باہر سے داخل کی جا سکتی، یعنی جو بات دین نہیں ہے، اسے دین بنا کر اس میں اضافہ کر دیا جلتے، اس کی گنجائش نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کل مالیں علیہ امرنا فہو رد۔ ہر وہ بات جس پر ہمارا امر نہیں ہے، وہ رد ہے اور فرمایا کہ کل محدثاتہ بدعتہ وکل بدعة ضلالة۔ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

دین کی ہر ایک بات مدون اور مکمل ہے، اس کے لئے خاص دلائل ہیں۔ ان دلائل کے درجات ہیں۔ قرآن، سنت، اجماع اور قیاس یہ چار دلائل ہیں، جن کے کسی بھی دینی حکم کا ثبوت یا ظہور ہوتا ہے۔ اور جو بات ان میں سے کسی دلیل سے ثابت اور ظاہر نہ ہو، وہ بدعت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات نے دین کے حصار کو مضبوط کر دیا ہے۔ دین اور غیر دین کو بالکل واضح اور ممتاز کر دیا ہے، دینی امور سب معروف اور معلوم ہیں، اور بدعات نہ مدون ہیں، اور نہ ہر جگہ معروف و معلوم ہیں، اضافہ کرنے والوں نے کہیں کچھ اضافہ کیا اور کہیں کچھ اضافہ کیا، ایک جگہ کی بدعت دوسری جگہ نامعلوم ہے، اور ایک دور کی بدعت دوسرے

دور میں اجنبی ہے، اور سنت نہ کہیں اجنبی ہے، اور نہ کسی دور میں نامعلوم رہی ہے۔ یہ بات بدلتی رہتی ہیں، شکیں لازوال ہیں، ہندوستان کا مسلمان مصر کی بدعتوں سے نا آشنا ہے، اور مصر کی بدعتیں ہندوستان میں نامافوس ہیں۔ بدعات ہنگامی ہوتی ہیں، خواہ وہ کتنی غریب اور کسی خاص خطے میں محدود ہوتی ہیں، خواہ ان کا دائرہ کتنا ہی پھیلا ہوا دکھائی دے، بدعت کیلئے قرآن و سنت اور اجماع و قیاس کی کوئی دلیل نہیں پیش کی جاسکتی، بجز اس کے کہ دلیل کے نام پر بے دلیل باتیں پیش کی جائیں۔

لیکن ہندوستان میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا، جس نے ایک خاص ضد میں آکر طے کر لیا کہ بدعات کو مدد و مدد مل کر نہ ہے۔ یہ شخصیت بریلی کے ایک ذہین مگر خود پرست مولوی احمد رضا خاں کی تھی، انہوں نے عقیدے کی ہر بدعت کو مدد و مدد بھی کیا اور قرآن و حدیث سے ان کے مدد مل ہونے کا مقابلہ بھی دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ، حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ، کلی صاحب اختیار ہونے کا عقیدہ وغیرہ۔ یہ امور نہ مدد و مدد تھے، نہ مدد مل تھے۔ خاں صاحب نے انہیں مرتب کیا، عقائد میں داخل کیا، اور ہر ایک کے لئے دلیل فراہم کرنے کا دعویٰ کیا، حالانکہ عقائد اسلام میں وہ سب قطعی نئی باتیں ہیں، اسی طرح بہت سے اعمال و اقوال جو صراحتاً بدعت ہیں انہیں خود ساختہ دلائل سے لمع کر کے دلیل بنانے کی کوشش کی۔ خاں صاحب کا کمال یہی ہے کہ انہوں نے منتشر اور مقامی یا ہنگامی بدعات کو فرضی دلائل کے چور دروازوں سے اسلام میں داخل کرنے کا نیا عمل جاری کیا ہے، اور اسی بنیاد پر اہل بدعت کو سمیٹ کر ایک مسلک بنایا، اور اہل حق کے خلاف اتنے جذباتی نعرے لگائے کہ جو اہل بدعت تھے وہ اہل سنت ہونے کے مدعی بن گئے، اور جو اہل سنت اور اہل حق تھے ان پر کفر و الحاد کے فتوؤں کی یلغار ہو گئی۔ چور کو تو ال ہو گیا۔ اور کو تو ال اپنی صفائی دینے پر مجبور ہو گیا۔

خاں صاحب نے اپنے مسلک کی ترویج و اشاعت کیلئے فتوؤں کا انبار لگا دیا۔ اپنے شاگردوں کی ٹیم تیار کی، اور اس کیلئے قرآن پاک کا ایک ایسا ترجمہ بھی تحریر کیا۔ جو قرآن کریم کی آیات کو ان کے مسلک کے مطابق کر سکے۔ خاں صاحب اسی ترجمے میں اس مصرعے کے مصداق نظر آتے ہیں۔

خود بدعتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

اس ترجمہ کو علماء اسلام نے قبول نہیں کیا۔ اس کے مقابلے میں ابن حق کے ترجمے مقبول ہوئے۔
 تو بریلوی مولویوں نے اس ترجمے کے مناقب محاسن پر مضامین اور کتابیں لکھیں مگر باطل کا نقش کبھی
 جتنا نہیں بھلا رہا ابن حق نے حقیقت کھول کر رکھ دی اسی سلسلے کی ایک کڑی پیش نظر رسالہ، نزالہ مجدد بھی
 ہے۔ اس میں مولانا محمد اسرار میل صاحب نے خاں صاحب کے ترجمے کا تعاقب کیا ہے۔ اور لطف یہ ہے
 کہ یہ تعاقب خاں صاحب کے والد گرامی مولانا فتی علی خاں کی تحریرات کی روشنی میں کیا ہے۔ ایک دلچسپ
 کتاب ہے جس سے خاں صاحب کے مبلغ علم کی حقیقت کھلتی ہے، لب و لہجہ اس کتاب کا ذرا سخت ہے مگر
 جس قوم سے مولانا کا سابقہ ہے، وہ اس سے کم لب و لہجہ کو اپنی توہین سمجھتی ہے، بہار کے ایک خاص
 علاقے میں ایک پہاڑی قوم سنگھائیوں کی رہتی ہے، ان کا سر تیز اترے سے مونڈا جائے اور سر میں
 کہیں زخم نہ ہو تو وہ اس پر ناراض ہوتی ہے، اور سر مونڈنے والے کو گالیاں دیتی ہے، بھترے چھڑے
 تو اضع کی جائے تو خوش ہوتی ہے۔ یہی حال بریلوی قوم کا ہے، اگر اسے نرم و نازک الفاظ سے سمجایا جائے
 تو طیش میں آجاتی ہے۔ اور اگر سخت اور گرم الفاظ سے تواضع کی جائے، تو خوش ہوتی ہے۔ تو مولانا نے
 وہی اسلوب اختیار کیا ہے، جس سے اس کے دماغ کے درجے کھلیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو سمجھ عطا فرمائیں۔
 اس قوم کے عقائد و اعمال تادیانی اور شعیوں کی طرح بالکل ہی ناقابل قبول ہیں مگر اللہ کا ہر
 ہے کہ اس کو حق، باطل محسوس ہوتا ہے اور باطل حق نظر آتا ہے۔ حضرت ہدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ایک
 دعا منقول ہے۔ بریلویوں اور قادیانیوں اور شعیوں کے عقائد و اعمال کے دیکھنے کے بعد اس دعا کی
 معنویت اور اہمیت منکشف ہوتی ہے انہوں نے دعا کی ہے۔

اللہم ادرنا الحق حقاً وادنا باطلا باطلا وادنا حقاً باطلا وادنا باطلا حقاً
 اے اللہ! ہم کو حق ہی دکھائیے، اور اس کی پیروی کی توفیق عطا فرمائیے، اور جو باطل ہے اسے
 باطل دکھائیے۔ اور اس سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائیے۔

کاش کہ بریلوی فرقہ کے لوگ خلوص دل کے ساتھ یہ دعا کرتے۔ شاید اللہ تعالیٰ ان پر
 رحم فرما کر حقیقت واضح فرمادیتے۔

اعجاز احمد اعظمی

۹ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ

تقریظ

ترجمانِ حنفیت حضرت مولانا محمد ابوبکر رضا غازی پوری

مدیرِ دو ماہی مجلہ (نہزم)

ہندوستان کی سرزمین پر جب برطانوی استعمار نے اپنا منحوس قدم رکھا تو اس کا بڑا مقصد اپنے سیاسی اقتدار کو مضبوط کرنا اور ہندوستان کے باشندوں کو عیسائیت کے پرچم تلے لے آنا تھا، چنانچہ انگریزوں نے شروع ہی سے ایسی پالیسی اختیار کی تھی کہ برطانوی استعمار کے یہ دونوں مقاصد پورے ہوں۔

اورنگ زیب کا عہد حکومت ختم ہونے کے بعد ہندوستان میں مغل اقتدار آہستہ آہستہ زوال پذیر ہوتا رہا، اور اسی رفتار سے انگریزوں کا قدم بھی جھٹا رہا تھا، تا آنکہ ایک ایسا وقت آیا کہ پورے ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔

مسلمانوں کے ہاتھ سے یہ اقتدار چھینا گیا تھا اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں کا صدر دوسرے باشندگان ہند کے مقابل دو چہرہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی انگریزوں کے ساتھ معرکہ آرائی مسلمانوں کے ہاتھ سے اقتدار نکلنے کے بعد سے ہندوستان میں انگریزوں کے وجود تک مسلسل رہی ہے۔

علمائے دیوبند کے اکابر و مشائخ انگریزوں سے برسرِ پیکار رہے، جس کی شہادت شامی کا میدان دیتا ہے، اور پھر ان مشائخ و اکابر کا جذبہ جہاد دیوبند کے علماء و فضلاء میں بھی منتقل ہوا، اور علمائے دیوبند نے انگریزوں کے خلاف جو معرکہ قلم و سنان قائم کیا وہ تاریخ کے انمٹ نقوش ہیں۔

انگریز بھی یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کا اصل دشمن کون ہے، چنانچہ مسلمانوں کی ملاقت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے انگریزوں کی مختلف تہہ بیری تھیں، انہیں میں اس کی

ایک تہ بیزراؤ اور حکومت کرو، کی پالیسی تھی۔ چنانچہ انگریزوں نے اس کام کے لئے ہندستان کے کچھ ضمیمہ فروش مسلمانوں میں سے اپنے دست بازو پیدا کئے، ان میں ایک صاحب احمد خاں خاں بریلوی بھی تھے، ان کا انگریزوں کے ساتھ خفیہ معاملہ طشت از بام ہو چکا ہے، اور وہ خط و کتابت بھی شائع ہو چکی ہے جو انگریزوں کے ساتھ انکی رہا کرتی تھی۔

ان خاں صاحب نے انگریزوں کے ساتھ عہد و فاداری بنانے کے لئے ان مسلمان مجاہدین پر کفر و شرک کے گولے برسائے شروع کر دیئے جو انگریزوں سے برسر پیکار تھے۔ تحریک شہیدین کے مجاہدین اور علمائے دیوبند کو بطور خاص انھوں نے نشانہ بنایا، اور پھر جو ان کا لٹہ تکفیر و تشریک آگے بڑھا تو اپنے خاص نذر و نیاز، عرسی و قبوری، چادری و دگی فرقہ کے علاوہ تمام مسلمانان عالم کو کافر و مشرک بنا کر کے دم لیا۔

اس طرح خاں صاحب کی کوشش اور انگریزوں کی پشت پناہی سے ایک مستقل فرقہ، بریلوی فرقہ، کے نام سے وجود میں آیا، اسی کو رضا خانی فرقہ بھی کہتے ہیں، اس فرقہ کے ترمذی و طغیان کی آندھی و طوفان کا مقابلہ علمائے دیوبند نے اس طرح پر کیا کہ علمی دنیا میں اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی اور عام طور پر جاہلوں اور عوام میں سے دین سے دور لوگوں ہی میں اس فرقہ کا اثر باقی رہا، عام طور پر اس فرقہ کے علماء بھی کتاب و سنت کے علم سے بیگانہ ہوتے ہیں، ان کا دن رات کا مشغلہ علماء حق کے لئے سب شتم اور جاہلوں کو بدعات و خرافات میں لگا کر کے اپنا الو سیدھا کرنا ہوتا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ بریلوی فرقہ اور اس کے علماء اس لائق نہیں ہیں کہ ان کو منہ لگایا جائے اس لئے کہ جن کے نزدیک دلائل کتاب و سنت اور اسلاف کے اقوال و اعمال کے بجائے محض آبار و اجداد کی پیروی ہو ان سے کوئی کیا الجھے اور ان پر اپنا وقت کیوں ضائع کرے۔ چنانچہ ہمارے بہت سے علماء کا اس فرقہ کے بارے میں اب یہی نظریہ ہے کہ ان کی خدمت کرنا وقت کا ضیاع ہے اور ایک لایعنی مشغلہ ہے۔

مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ شتر کو بے مہار چھوڑ دیا جائے تو اس کی سرکشی میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ شتر کو بالکل بے مہار نہ چھوڑا جائے

اور اس پر کسی نہ کسی حد تک کتابور کھینے کی کوشش کی جائے۔

مولانا محمد اسرار اسرائیل صاحب گھوسوی بظلال استاذ مدرسہ مرقاة العلوم مسو موجودہ وقت کے ان چمکنے والے لوگوں میں سے ایک ہیں جن کا بریلویت کے سلسلہ میں مطالعہ بہت وسیع ہے۔ اور بریلویت کے راز و روں سے وہ خوب واقف ہیں، ان کے دیار کے بریلوی علماء سے ان کا تحریری مناظرہ جاری رہتا ہے، بریلویت کے سلسلہ میں ان کے کئی دقیق رسالے شائع ہو کر عام میں مقبول ہو چکے ہیں۔

زیر نظر رسالہ بھی ان کا بڑا مقبول رسالہ ہے، اور بریلویت کے بہت سے اندرونی اسرار کو ظاہر کرنے والا ہے۔ یہ جب شائع ہوا تو بہت مقبول ہوا، اور اس کے تین ایڈیشن فوراً نکل گئے، اب یہ چوتھا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔

مولانا محمد اسرار اسرائیل صاحب کی یہ تو بہت متین و سنجیدہ مگر ان کی تحریر بڑی نوک جھونک والی ہوتی ہے، اور اپنے مخالف کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں، اس کے خلاف ایسی ایسی جھٹیں اور دلیلیں قائم کرتے ہیں اور شواہد مہیا کرتے ہیں کہ یا تو وہ تملاتا ہے یا میدان چھوڑ کر بھاگتا ہے یا گالی دیتا ہے، حق کا قبول کرنا اس فرقہ میں چونکہ شاذ و نادر ہے، اس وجہ سے مولانا محمد اسرار اسرائیل صاحب کے مقابل پر یہی تین حالتیں طاری ہوتی ہیں۔ ناظرین کتاب پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا محمد اسرار اسرائیل صاحب کی اس دینی خدمت کو قبول فرمائے، باطل فرقوں کا مقابلہ اس زمانہ میں ایک جہاد ہے، اگر نیت خالص ہو تو اللہ کے یہاں ایسے مجاہدین کا بڑا مقام ہے۔

محمد ابو بکر غازی پوری

۱۲ فروری ۲۰۰۱ء

سنجھائے گفتنی

ہماری زلزلہ انگیز اور قیامت خیز کتاب (زلزلہ قیامت) کے رد عمل میں مفتی صاحب نے محض غوام کو گمراہ کرنے کے لئے اپنے چند سالہ موروثی ثن یعنی تحریف و خیانت اور بددیانتی کا وہی گھناؤنا مظاہرہ کیا ہے جو دین و دیانت کے دشمن اور کذب و خیانت کے ماہر اعلیٰ، ادنیٰ سمجھی سلسل کرتے چلے آ رہے ہیں، اور آج بھی رضا خانی مذہب کے ٹھیکہ داروں کیلئے اس کے سوا کوئی اور چارہ کالم ہی نہیں کیونکہ بغیر اس کے رضا خانیت کے وجود کا تصور ہی ناممکن ہے۔

کیا ہزار جواب کے باوجود بھی شیعوں کے لابیائی اعتراضات کا گندہ سلسلہ بند ہو گیا؟ اور کیا آج بھی کوئی شیعہ مجتہد ان اعتراضات کو اپنے مخصوص انداز میں بیان کر کے داد تحسین وصول نہیں کرتا؟ اور کیا بغیر تبرابازی کے کسی شیعہ مجتہد کی کوئی قیمت سمجھی جاتی ہے؟ اور کیا دنیاں شکن جوابات کے باوجود حضرت سیدنا رقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ کہہ کر کیچڑ نہیں اچھالی جاتی؟

کراٹھوں نے حبسنا کتاب اللہ کہہ کر معاذ اللہ نہایت اہم دینی باتیں اور ضروری وصیت نامہ کے لکھے جانے کی سخت مخالفت کی اور حدیث کا معاذ اللہ انکار کر دیا، کیا بخاری شریف کی حدیث جس میں اَھْجُوْا اسْتَفْہِمُوْا کے الفاظ ہیں انکی آڑ میں یہ بکواس نہیں کی جاتی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرض الوفا تھا، میں معاذ اللہ ہدیٰ ان ہو گیا یعنی غیر معقول باتیں اور بکواس کرنے والا کہا؟ جو رسول کی کھلی توہین ہے۔ حدیث کا انکار

اور رسول کی توہین کر کے مہاراشٹر وہ کافر مرتد ہو گئے، اور اس میں جو بھی ان کا ہمنوا ہے اس کا بھی حکم یہی ہے اور اس طرح مہاراشٹر تقریباً تمام مہاراشٹریوں کا ہمنوا ہے۔

خارج از اسلام ہیں وغیرہ وغیرہ۔ دشمنانِ سماویہ کی ان تمام لایعنی باتوں کے جوابات جو کل کئے وہ آج بھی ہیں، کہ آپؐ نے یہ امتحان کے طور پر کہا تھا اور حبیبنا کتاب اللہ کہنے والا اس امتحان میں شاندار کامیاب ہوا کیونکہ نبی سے یہ ممکن نہیں کہ وہ کسی کے نہ چاہنے سے دین کی کوئی بات بیان نہ کرے ورنہ نظام دین درہم برہم ہو کر رہ جائے گا جو حقیقت میں درپردہ رسول کی مقدس ذات پر حملہ ہے، نیز اس امتحان میں یہ اشارہ ملا کہ شاید اب بہت جلد آپؐ داغ مفارقت دینے والے ہیں لہذا کہا گیا۔ اھجراستفہدوہ "کیا جدائی کا وقت قریب ہے ذرا آپ سے دریافت تو کرو؟" ہجرا کے معنی جدائی کے بھی ہیں اور نیند یا مرض میں بکواس کرنے کے بھی، موقوفہ کے مناسب صحیح اور اچھے معنی مراد لینے میں چونکہ باطل پرستوں کے لئے جھوٹے الزامات اور گندے اعتراضات کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، اسلئے وہ اپنے باطل مذہب کی حمایت میں صحیح بات کو جگاڑ کر پیش کرنے پر مجبور ہیں اور ہمیشہ گلا بچھاڑ بچھاڑ کر چلاتے رہتے ہیں کہ ہمارے اعتراضات ایسے ہی ہیں۔

ماشاء اللہ مذہبی یگانگت کے باعث مفتی صاحب میں کبھی یہ ساری خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

یہ بات ہیں پہلے اور بہت پہلے معلوم ہو چکی تھی کہ مفتی شریف اسحق صاحب گھوسوی ہماری کتاب "زلزلہ قیامت" کا جواب لکھ کر طویل سفر پر افریقہ چلے گئے ہیں، جو کتابت کے مرحلے سے گزر کر کسی اور کے نام سے منظر عام پر آئیگی اور ہم نے یہ پیشین گوئی بھی پہلے ہی کر دی تھی کہ اب مفتی صاحب کسی دوسرے

اسی کے کندھے پر بندوق رکھ کر ہوائی فیر کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا ان کی
یہ کتاب بنام (علماء دیوبند علماء اسلام کی نظر میں) ایک غیر معروف آدمی کے
ناکر سے شائع ہوئی، لیکن مسینوں گزربانے کے بعد بھی اس کو آج کوئی پوچھنے
والا نہیں ہے، نیز ہم نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ ہر حال میں ہمارا خطاب
مفتی ہی صاحب سے رہے گا۔

مفتی صاحب کے خیال شریف میں گھوسی کے دیوبندیوں میں کبھی کسی
طرح کی کوئی ہمت ہی نہیں رہی، لیکن تعجب ہے آج اس رضا خانی شہر
کی جرات پر کہ خود کتاب لکھ کر اپنا نام دینے کی ہمت نہ کی ہے

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

مفتی صاحب نے اپنی اس کتاب میں جتنی باتوں کو جس طرح بھرتی کیا ہے
یہ ان کا اپنا مذہبی ہنر ہے، جو قابلِ داد ہے، وہ یہ کہ آدمی دین و دیانت کا
دشمن بن جائے، دجل و فریب کا پتلا بن جائے، کذب و افتراء کا تجسم
بن جائے، شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دے، منقذاتِ اُگلتے میں یکتا
ہو جائے، قرآن و حدیث میں ڈٹ کر تحریف کرے، آخرت کے حساب و
کتاب کا بھولے سے بھی کبھی خیال نہ لائے، یہ وہ ذریعے اور صفات ہیں جو
رضا خانی مذہب کے ٹھیکہ داروں کا خاص سرمایہ ہیں، اور یہ اوصاف
اس وقت نکھر کر خود بخود سامنے آ جاتے ہیں جب یہ آپس میں دست
و گریباں ہوتے ہیں۔ اب ان خوبیوں کی حامل کتابوں کا ترکی بتر کی جواب
بھلا کسی انسان سے ممکن ہے؟ اس کے صحیح علاج کیلئے تو قدرت نے ایک
دوسرا عالم اور ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائی ہے، لہذا یہ شور مچانے کا
موقعہ تو زندہ گی بھر ہے کہ ہماری فلاں فلاں کتابوں کا جواب اب تک نہیں دیا گیا۔

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اول روز سے آج تک کی ان کی تمام باتوں کے
 دندان شکن اور مسکت جوابات بارہا دیئے جا چکے ہیں، مگر یہ اپنے مخصوص
 ہنر کی وجہ سے اب تک زندہ ہیں اور آج ہم سے بھی جواب کا مطالبہ ہے
 جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم جواب دیتے رہیں اور وہ پتیرا بدل کر کہتے
 رہیں کہ ابھی جواب نہیں ہوا، اور اس طرح سنیت اور حنفیت کے فرضی
 و غوی کے ذریعہ خانصاحب کے شیعہ مذہب پر دیر پردہ پڑا رہا ہے۔
 چنانچہ ایک موقع پر بڑا زوردار مطالبہ کر رہے ہیں، جس کا واقعہ یہ ہے کہ
 رامپور میں مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادیؒ سے خانصاحب کی ملاقات کے دوران
 یہ ہم جو گفتگو ہوئی ہے اس کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے ہم نے اپنی کتاب
 ”زوالہ قیامت“ کے صفحہ ۲۶ پر احمد رضا نمبر ۲۲۲ کے حوالہ سے یہ عبارت
 پیش کی ہے کہ :۔ دوران گفتگو علامہؒ نے خانصاحب سے دریافت کیا کہ آپ
 کس فن میں تصنیف کرتے ہیں، خانصاحب نے کہا جس مسئلہ دینیہ میں
 ضرورت دیکھی اور رد و ہابیہ میں، علامہ نے فرمایا کہ آپ بھی رد و ہابیہ
 کرتے ہیں، ایک وہ ہمارا بہ ایونی خبیثی ہے کہ ہر وقت اسی خبیثی میں مبتلا
 رہتا ہے۔

یہ اشارہ مولانا عبد القادر بدایونی کی طرف تھا، احمد رضا نمبر ۲۲۲
 اب مفتی صاحب کی بے حیائی اور ہٹ دھرمی دیکھئے کہ اس عبارت
 کو نقل نہیں کیا کیونکہ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب
 خیر آبادیؒ کے نزدیک رد و ہابیہ کرنے میں خانصاحب دوسرے نمبر کے خبیثی ہیں
 بلکہ وہ عبارت نقل کی جو احمد رضا نمبر ۲۲۲ میں ہے، اور پھر لکھتے ہیں کہ :
 مذکورہ بالا مضمون احمد رضا نمبر ۲۲۲ میں دکھادیں تو میں خط غلامی لکھانے کو
 تیار ہوں مگر دیکھا آپ نے مفتی صاحب کی پتیرا بازی۔

اگر مفتی صاحب یہ نہ سمجھ سکے اور نہ دیکھ سکے کہ احمد رضا نمبر کی عبارت کتنی
 ہے، تو اس کی وجہ وہ تو نہیں جو محمد ہاشمی کچھو چھوی نے اپنی کتاب (لفظ مکملی)
 میں لکھی ہے کہ : مگر تبدیلی حالات و احوال نے حیرت انگیز طور پر مفتی صاحب
 کو زوال آستانہ کر دیا، پہلے تو ظاہری بنیائیں میں ایک آنکھ نے بالکل اپنا زریعہ
 انجام دینا ختم کر دیا۔ اور دوسری بھی کمزور ہونے لگی، آگے لکھتے ہیں کہ :
 جانبداری اور عصبیت نے ان کے خطاب عظیم، فقہ العصر کو بے اثر کر دیا
 اور یہ خطاب ان سے وابستہ ہو کر اپنی معنوی خوبیوں کو کھیر بیٹھا وہ فقہ العصر
 کے بجائے ایک عام مفتی نظر آنے لگے۔ مگر اب تو انھیں عام مفتی کہتے ہوئے
 بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ (فرضی) امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
 کے ارشاد کے مطابق وہ بھی جہلاء میں ہیں احکام شریعت کے
 مطابق ہی زیر نظر کتاب میں (مفتی شریف آج کی جہالت) کا عنوان
 قائم کیا گیا ہے، راقم الحروف امام احمد رضا کی بارگاہ بیکس پناہ میں اپنی
 غلطی سے مسافری کا خواستگار رہے، میری غلطی یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے
 نزدیک جو جاہل ہو اسے میں نے نائب مفتی اعظم ہند، استاد العلماء
 فقہ العصر اور نہ جانے کیا کیا لکھ دیا، لہذا میں بے پھیر پھار اور بلا تاویل توجیہ
 اپنی اس غلطی کا اعتراف کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اکابر اہلسنت کی زندگی
 اور ان کا فیضانِ کرم اب دوبارہ کسی جاہل کو (فقہ العصر) لکھنے سے مجھے
 انشاء اللہ تعالیٰ ضرور روکے گا (لفظ مکملی ص ۱۱۱)

مفتی صاحب کے ایک دوسرے مذہبی برادر مفتی مطیع الرحمن
 کی کتاب "حرف آخرہ کے صفحہ پر ہے کہ : مفتی شریف اکبر صاحب بموجب الحواس
 اور مختل الدماغ ہو گئے ہیں، اور یہ اسلئے لکھا ہے کہ مفتی صاحب کے فتوے
 سے بعض رضا خانی کافر ترار پاتے ہیں، اور یہ صحیح ہے کہ رات دن کافر کافر

کی رٹ لگانے والا کوئی مجنوں اس اور عقل الیہ ہی ہو سکتا ہے،
 یا ہے وہ آنقدر ہویا اینقدر۔

شاید یہی وجہ ہے کہ مفتی صاحب جواب سے عاجز ہو کر ماں کی گالی
 دینا بھی پسنا کماں سمجھتے ہیں، چنانچہ ہم نے اپنی کتاب (زورِ قیامت)
 کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے کہ خالص صاحب نے خود ہی حضرت شہید کی تکفیر سے منع
 کیا ہے، اور اسی میں سلامتی بتلائی ہے، لہذا اگر کوئی رضا خانی حضرت
 شہید کی تکفیر کے درپے ہوتا ہے تو وہ بقول خالص صاحب کے خود ہی سلامتی
 سے دور اور بھلائی سے محروم ہے، اس پر مفتی صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ:
 اسرائیلی صاحب اگر آپ کی ماں نے دھوکہ نہیں کھایا ہے تو دکھاؤ

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے کہاں اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے منع کیا ہے صفحہ ۵۵
 بصارت و بصیرت کے دیوالیہ اور آنکھ و دماغ کے زوال کے بعد آدمی کیا
 دیکھ اور سمجھ سکتا ہے، مگر ہمیں تو دکھانا ہے، چنانچہ احمد رضا خاں بریلوی
 نے یہ لکھا ہے کہ: علماء محتاطین انھیں (یعنی حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید
 دہلوی) کو کافر کہیں یہی صواب ہے دھواں جواب، وبہایضتی و علیہ
 الفتویٰ دھواں مذہب و علیہ الاعتماد و فیہ السلا مۃ و فیہ
 السداد یعنی یہی جواب ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی
 ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامت اور اسی میں استقامت۔

تہذیب ایمان مع خلاصہ صفحہ ۳۴ مطبوعہ بریلی صفحہ ۵۴ برقی پریس کانپور، اور آگے
 یہ بھی لکھتے ہیں کہ: اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کر سکا کہ
 ہمیں ہمارے بنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا
 ہے صفحہ ۵۵ اگر مفتی صاحب کے نزدیک ان کے اعلیٰ حضرت جھوٹے ہیں
 اور صرف لقیہ میں یہ لکھ دیا ہے، تو پھر ہم نے کب یہ کہا ہے کہ احمد رضا بریلوی

کسی سچے آدمی کا نام ہے اگر مفتی صاحب نے اس کی گالی دیکر اپنے رضا خان مفتی ہونے کا ثبوت دیا ہے تو ہونا ہی چاہئے، آخر خاں صاحب نے بھی تو استنادی کو معاذ اللہ گالیاں دیکر اپنے اعلیٰ حضرت ہونے کا ثبوت دیا ہے، جن کا نقل کرنا بھی ایمانی غیرت کے خلاف ہے، لیکن نقل کفر کفر نباشد کے طور پر مجبوراً نقل کرنا ہی پڑتا ہے اور وہ بھی چند ہی الفاظ نقل کریں گے، چنانچہ خانصاحب اپنی کتاب کو کب شہابیہ اور سبمان السبوح کے علاوہ فتاویٰ فتوٰ میں بھی لکھتے ہیں کہ: خدا وہ ہے جس کا بہکنا، غافل ہونا، ظالم ہونا، حتیٰ کہ مرجانا، ناپچا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، ہوا ط کرنا جیسی بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ خود مغفول کی طرح نمشت بننا، سب ممکن ہے فتاویٰ رضویہ جلد اول ص ۷۲

خاں صاحب کا دن رات کا یہی محبوب مشغلہ تھا کہ طرح طرح کی گندی اور کفری عبارتیں گھڑ کر پھوڑ گالیاں بک کر ازراہ افتراء علما حق کی طرف منسوب کرتے رہتے تھے، یہ ان کی فطرت تھی اور آدمی اپنی فطرت سے مجبور ہوتا ہے اور خود مولانا مفتی علی خانصاحب بے چارے بھی تنگ تھے، چنانچہ وہ افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: سچ ہے نا خلف اولاد مارا سستیں ہے اس کی پرورش جان کو ضائع کرتی ہے، سرور القلوب قدیم ص ۱۱۶ جلد ۱ ص ۱۷۳

مفتی صاحب کے پاس کوئی علمی مواد تو ہے نہیں، اگر کچھ میٹر پل لکھتے بھی ہیں تو وہ صرف بے نیکی تک بندی، چنانچہ ارداح ثلثہ کے حوالہ سے حجت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے بارے میں ص ۱۸ پر لکھتے ہیں کہ: جب ان کی پیدائش ۱۲۳۸ھ میں ہوئی تو پھر "خورشید حسن" یہ ان کا تارکخی نام کیسے صحیح ہوا کیونکہ اس کے اعداد ۱۲۳۸ ہوتے ہیں، لیکن صفحہ نمبر دینے کی جرأت نہیں کی تاکہ

وہاں جو حقائق مذکور ہیں ان میں معنی صاحب کی یہ دیکھنی کو کوئی خود دیکھنے والے
بہر حال واقف ترقی ہے کہ آپ کی پیدائش کا سن ۱۷۴۰ء ہی ہے لیکن یہاں
خورشید حسن کے شیخ تاریخی نام خورشید حسین ہے جو الرشید پورہ دارالعلوم
دیوبند کے مشائخ اور بالائی دارالعلوم دیوبند کے مشائخ سوانح تاریخی کے بعد اول
مشائخ پر درجہ مرقوم ہے، جس کے بعد ۱۷۴۰ء میں ہوئے ہیں، اور سوانح کے
مشائخ پر خورشید حسن کتابت کی ناسخ ہے۔

ممکن ہے معنی صاحب نے اور کتابیں نہ دیکھی ہوں، کیونکہ پیدائش کے ہی
رضائے خانیوں کی آنکھوں پر تو نیلی کے پیل کی طرح زبردستی مضبوط پائی جائے
یہاں ہمارے تازنگی اس کو خائیں بانیوں کی کچھ خبریں نہ رہے، وہ نہ ہنرمیں
طلب میں اور بنظر انصاف علماء دیوبند کی کتابیں دیکھنے والا خوش نصیب کسی
تو خانا صاحب کے وہ ہیں جو مذہب کے خزانہ ناب ہو جاتا ہے آج اسی جرم میں صوفیانا
ظفر ایسی صاحب بھی تکفیر کی گنجی میں جیل رہے ہیں۔

ادھر اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو ایسا تو ان کو کرنا ہی چاہئے، تو اس
مصرع تو خانا صاحب بھی اعلیٰ حضرت بنے ہیں۔ اب اگر معنی صاحب نے اس لفظ
پیشا کمال دیکھا یا ہے تو پھر ان کی تفریح طبع کے لئے کچھ ہم بھی کہنا چاہتے ہیں، وہ
یہ کہ خانا صاحب کے تمام سوانح نگاروں کا یہ متفقہ بیان ہے کہ انکی پیدائش ۱۷۴۰ء
میں ہے اور مولانا مفتی علی خانا صاحب کی کتاب الکلام الاذیع جو خانا صاحب کے
لکھے مصلحہ رضائے خانیوں کی دل خواہش پر طبع ہوئی ہے، جس کی کتابت کے سلسلہ میں
وجہ الدین قادری، عرض حال کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ نقطہ نظر شوہر شوہر
کی صحت کا خاص خیال رکھا گیا ہے، خانا صاحب اس کتاب کے مکمل پائے والد
کی پیدائش ۱۷۴۰ء بتلاتے ہیں، یعنی خانا صاحب اپنے باپ سے جو ہنرمیں
پیدائش ہوئے تھے اس کو مان لینے میں کچھ تامل بھی نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہاں

انھوں کو اس میں ایک اور کرامت کا اضافہ ہی تو ہے۔

غیر یہ تو خاں صاحب کی عبادت کرامت اور آپ کی معنیا دیانت کے مناسب بات ہوئی، لیکن معنی صاحب اب خدا ایک کام کی بھی بات بتائیے کہ خاں صاحب کا ترجمہ مکمل ہوا ہے۔ اس میں اور اس کا شمار کیا ہے کہ ان لوگوں کی ترجمہ القرآن۔ اس میں لفظ ترجمہ کے اندر اضافت کی وجہ سے پائیس بلکہ یقینی طور پر ہے، اس کے علاوہ ہی اور تاکہ... م، اور اس صورت میں کہ اللہ اور ہوتے ہیں، ۱۸۲۵ء آخر یہاں نام رکھتے ہیں یہ تین پانچ اور چارویں کسی شاہ یا اس میں لطیف ضروری ہے کہ ۱۸۲۵ء میں جتنی دوری ہے اسی قدر خاں صاحب کا ترجمہ اور صحیح تھا یہ ہے، معنی صاحب خدا سچ کہو کہ کہ لوگوں کی بات کہا کیجئے، کیا آپ تو ہی اس لئے لکھتے ہیں کہ دیوبندیوں کے ہاتھ نہ لگنے پائیس صرف اپنی ہی جاہوں کو یہ قوت بنانے کے لئے پھیلائی جائیں؟

معنی صاحب دست پر ہیں لکھتے ہیں کہ بھائے اسرائیل کے اسرائیلی سے یاد کریں گے، تو یہ کون سی عجیب بات ہوئی ہے تو خاں صاحب کی بھی عادت شریفہ تھی وہ بھی اپنی حق کا اعلان کی کتابوں کو نا بگاڑنا اپنا کام لکھتے تھے اور اس پر نا کو بڑا فخر بھی تھا آپ بھی بہت شوق سے اپنے مذہب پر عمل کیجئے کہ کتنا کون ہے، لیکن ہم تو آپ کو معنی صاحب ہی سے یاد کریں گے کہوں کہ نہ ہیں اسلای تعلیمات سے دشمنی ہے اور مذہم کون رضا خانی معنی ہیں بلکہ ہم تو یہ دعا کرتے ہیں اور دل سے دعا کرتے ہیں کہ بار الہ تو ہیں اللہ ہماری اولاد کو سنو بعد نسل رانفت کی طلبہ رہنا کے بھی سنو سنا یہ سے پچائے رکھنا جہاں دین و دیانت اور تہذیب و شرافت کا بخار و نکالا جاتا ہے۔

اسی جگہ ہی پر معنی صاحب نے اس جگہ زمین کو جس پر آج ہمارے خاندان

کے بہت سے افراد کی بود و باش ہے بھوتہوا سے تعبیر کیا ہے شاید اس مناسبت سے کہ وہ زمین کبھی کسی بھوت ہی کی ہوتی، مگر عرصہ ہوا وہ اس نجاست سے پاک ہو چکی ہے، اور یہ صحیح ہے کہ یہاں کی بستی میں بھوتوں کی کمی نہیں رہی ہے، اور آج جو بعض بچے کھمے رہ گئے ہیں وہ عادت سے مجبور خبیث ٹہنن کی طرح اپنوں ہی کو چم رہا (گر مٹی) میں رہتے دیتے ہیں۔

المداينة كالکیر تنفی خبثھا۔ مدینہ بھٹی کے شل ہے گند کی کو نکال پھینکتا ہے۔

یہاں بھی مفتی صاحب نے بد باطنی اور خباثت نفس کے باعث اپنی مذہبی خصوصیت کا گھناونا مظاہرہ کرتے ہوئے حدیث مذکور کو غیر محل میں فٹ کرنے کی انتہائی ذلیل و بے حرمانہ حرکت کی ہے، حالانکہ اس حدیث شریف کا صحیح مصداق تو وہ مفید عناصر ہیں جو حرمین شریفین پہنچ کر بھی حج کی سعادت سے محروم رکھے جاتے ہیں، اور اپنے کرمات کے مناسب فاطر تو اضع اور محرومی کے ساتھ اپنے وطن پارسل کر دیئے جاتے ہیں، اور بعض وقتاً وقتاً درمیان ہی سے زندہ مردہ گھوسی واپس کر دیئے جاتے ہیں، اور اگر سوا اتفاق سے اس ذریت کا کوئی یکادہ کا جنت البقیع میں دفن بھی ہو گیا تو وہ ضرور اپنے صحیح مستقر بریلی وغیرہ میں اکھاڑ پھینک دیا جاتا ہے۔

محدث جلیل نفیہ عصر شیخ طریقت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری قدس سرہ کی تین مبارک کمنائیں تھیں ایک یہ کہ ابو داد شریف کلبے مثال عربی شرح "بذل المجہود" زندگی میں مکمل ہو جائے، دوسرے یہ کہ مدینہ منورہ میں سکونت، تیسرے یہ کہ جنت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت ابدی نصیب ہو، شرح مکمل اور اس قدر مقبول ہوئی کہ بار بار طبع ہو کر دنیا کے اسلام میں پھیل رہی ہے اور آج تمام اہل علم اس سے فیض یاب ہو رہے ہیں، المہند کے ذریعہ صاحب حسام الحرمین کی

جلسا زیوں کا پردہ چاک کر دیے کی برکت سے خداوند قدوس نے اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار رحمت میں بلالیا، برعکس اس کے چونکہ ماں کی
نافرمانی میں حج کو صرت بہانہ بنا کر ناپاک سفر کیا گیا تھا، اور دلا لوں کے ذریعہ
علم کا دھونگ رچا کر محض فریب سے دستخط حاصل کر لیے گئے تھے، جان چھوٹی
لاکھوں پائے یہی کیا کم تھا کہ بھاگ بکھلنے میں کسی طرح کا میاب ہو گئے، لہذا سولہ
برس زندہ رہنے کے باوجود پھر کبھی جانے کی غلطی کیوں کرتے، مثل مشہور ہے
گیدڑ دوبارہ تاڑ کے سایہ میں پناہ نہیں لیا کرتا۔

ادھر قدرت نے حضرت بہار پوریؒ کی دو تمناؤں کو پوری فرما کر دوسری
تمنا کی بھی تکمیل کیلئے مطمئن فرمادیا، اور پھر اس کو بھی پوری کر کے دنیا پر روشن
فرمادیا کہ وہ خدا و رسول کی بارگاہ میں کتنے مقرب اور کن خوش نصیب لوگوں میں
سے ہیں، تاکہ جس طرح رافضی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جلتے ہیں
اسی طرح رافضی نواز گروہ بھی جتا بھن کر ہمیشہ گالیاں ہی بکتا رہے۔

دارالعلوم دیوبند کے ذریعہ ہزار دینی خدمات سے متعلق ہم نے لکھا کہ قدرت
نے علماء دیوبند کو قرآن وحدیث، فقہ و تفسیر اور دیگر تمام اسلامی علوم و فنون میں
تصنیف و تالیف وغیرہ کے ذریعہ عظیم دینی خدمات کی توفیق اور قبولیت سے ایسا
نوازا کہ آج پوری دنیائے اسلام اس سے مستفیض و مستفید ہو رہی ہے، مجموعی
حیثیت سے علماء دیوبند کا یہ وہ عظیم کارنامہ ہے جس کی مثال نہیں، مفتی صاحب
اس پر لکھتے ہیں کہ مطبع نولکشور میں اس سے بھی زیادہ کتابیں چھپی ہیں جب ان
کے نزدیک کتاب کا مصنف اور پریس کا مالک دونوں برابر ہی ہوتے ہیں تو پھر خانقا
کی کتابوں کی لمبی لمبی فرضی فہرست دیکر فضول کام کیوں کیا جا رہا ہے، مفتی صاحب
کے نزدیک تو گلہاڑ پریس کا مالک کھرپو اور خاں صاحب دونوں ہی برابر ہوئے
رضا خانی مفتی بھی تعصب سے بھری عجیب کھوپڑی رکھتے ہیں۔ مولانا نقی علی خانقا

لکھتے ہیں اور بالکل صحیح لکھتے ہیں کہ :

بعض آدمی کی عقل کھودیتا ہے ، اوضح منہ سرور القلوب مشائخ جدید ص ۱۰۰

مفتی صاحب کو اس کا بڑا قلق ہے کہ دیوبندی ان کے بھانسنے میں نہیں آتے صرف اپنے ہی علماء کی باتیں کیوں مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جہاں رضا خانیت آتی ہے وہاں عقل ماری جاتی ہے اور قرآن و سنت سے نفرت لازم اور مولانا مفتی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ :

بے پردی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دولت ہاتھ نہیں آتی ، اوضح ص ۱۰۱

جو قرآن کی پیروی کرے گا دنیا میں پہلے گا اور نہ آخرت میں بد نصیب رہے گا ، اوضح ص ۱۰۲

مفتی صاحب کو بڑا غمزہ ہے کہ انھوں نے ہمارے مقابلہ میں اپنی ذہنیت و نظرت کا وارث ایک جم غفیر پیدا کر دیا ہے ، آخر ایک کے مقابلہ میں کسی لاکھ کی کیا ضرورت ، تین سو تیرہ کے مقابلہ میں ہزار کی جو درگت بنی اس کو کون نہیں جانتا ، بات دور جا چکی ، کہنا یہ ہے کہ آج سے بہت پہلے بھی یہ کام ہو چکا ہے کہ ۔۔۔۔۔ خدا کی عظیم کتاب قرآن کریم کو داغدار بنانے کے لئے یہ ناپاک سازش رچی گئی کہ سب سے پہلے امت کے مقدس گروہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مطعون کر دیا جائے ، اس ناپاک مقصد کیلئے زیادہ سے زیادہ فرضی روایتیں گھڑی گئیں ، اور حب اہل بیت کی آڑ میں خوب پروپیگنڈے کئے گئے جس کے نتیجے میں غیر تربیت یافتہ نو مسلم طبقہ متاثر ہوا ، اور اس طرح اسلام ہی کے ناکہ پر اسلام کا ایک زبردست دشمن معرض وجود میں آ گیا ۔

آج اسی سببانیست کی یہ کارستانی اور ناپاک سازش ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ، حضرت شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی اور حضرت شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی وغیرہ کے معتبر اور قابل اعتماد ترجموں کو گمراہ کن اور توہین آمیز قرار دیا جا رہا ہے ، اور عوام کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ

قرآن کے اندر اللہ جل شانہ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق تہیت
سارے ایسے الفاظ ہیں جن کا تارسی یا اردو زبان میں ترجمہ کر دینے سے خدا
ورسول کی شان میں گستاخی اور توہین ہوتی ہے، لہذا ان کا ترجمہ کرنا صحیح نہیں
ہے، بلکہ ان الفاظ کو عربی ہی زبان کے پردے میں رکھنا ضروری ہے، اس
سلسلہ میں بیسیوں کتابچے اور مضامین لکھے گئے ہیں لیکن ہم بغرض اختصار بعض
ہی کے حوالے دیں گے اور زیادہ تر حوالے مولوی رضا المصطفیٰ صاحب گھوسوی
مقیم حال پاکستان کراچی کی کتاب، غلط ترجموں کی نشاندہی، کے ہونگے، چنانچہ
وہ لکھتے ہیں کہ: اگر قرآن کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بیستہزار
خرابیاں پیدا ہوں گی، کہیں شان الوہیت میں بے ادبی ہوگی تو کہیں شان
انبیاء میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا مثلاً حالانکہ لفظی ترجمہ
کا تو مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ سے ترجمہ کیا جائے جو معنا اصل زبان کے
الفاظ سے پورے طور پر میل کھاتے ہوں، خصوصاً قرآن کے سلسلہ میں علماء اہل حق
نے ہمیشہ لفظی ہی ترجمہ کو اس لئے ترجیح دی اور دبانہ دارانہ سمجھا ہے کہ اس
سے مترجم ترجمہ میں لفظی تصرف سے محفوظ رہتا ہے، اور ترجمہ پڑھنے والا بھی اپنی
استعداد کے مطابق آسانی سے یہ محسوس کر سکتا ہے کہ اس موقع پر قرآن کے اندر
کن معانی کے حامل الفاظ نازل فرمائے گئے ہیں، لیکن رضا خانی علماء قرآن
و حدیث سے نادانف عوام کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ لفظی ترجمہ یعنی قرآن کے الفاظ
کا صحیح ترجمہ کر دینے سے بیستہزار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں، خدا و رسول کی شان میں
گستاخی اور بے ادبی ہوتی ہے۔ اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح اور
پاکمال ہو جاتا ہے، کیا یہ خود خدا پر بہتان اور افتراء نہیں ہے کہ اس نے قرآن
میں بیستہزار ایسے نامناسب عربی الفاظ نازل کر دیئے ہیں کہ ان کا صحیح لفظی ترجمہ
کرنا بہت بڑی مصیبت اور گمراہی کا سامان ہے کیونکہ ان الفاظ سے خدا و رسول

کی توہین ہوتی ہے اور اسلام کا بنیادی عقیدہ درہم برہم ہو جاتا ہے
یہ صرف خاص صاحب کے محرف ترجمہ پر پردہ ڈالنے کے لئے قرآن کا اٹھار
ختم کر کے عوام کو سبائیت اور رافضیت کا ایک بنیادیں دیا جا رہا ہے ایسا
قرآن کے بارے میں ایسا گندہ تصور اور ایسی کفری باتیں رد و افش اور دشمنان
قرآن کے سوا کسی اور سے بھی ممکن ہیں؟ نیز اس عبارت سے رضا خانیوں کا
یہ عقیدہ بھی معلوم ہو گیا کہ شان الوہیت اور شان انبیاء اور چیز ہے اور اسلام
کا بنیادی عقیدہ اور چیز، یعنی شان الوہیت اور شان انبیاء میں گستاخی اور
بے ادبی سے رضا خانیوں کے اسلام کا بنیادی عقیدہ محض نہیں ہوتا، استغفر اللہ
تم استغفر اللہ ایک اور جگہ بھی لفظی ترجمہ کی آڑ میں قرآن کا یوں مذاق اڑایا جا رہا
ہے، لکھتے ہیں کہ:

ایک زبان سے دوسری زبان میں لفظی ترجمہ کر دینا کچھ مشکل نہیں بلکہ یہ
بہت ہی آسان کام ہے، کسی بھی درخواست کا لفظی ترجمہ تو غرضاً تو ایسے بھی تو
کر دیتے ہیں ص ۱۱

قرآنی الفاظ سے نفرت کا ذہن پیدا کرنے کے لئے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ:

قرآنی الفاظ، استوی - استہزاء - وجہ اللہ، کا ترجمہ کرنے
کیلئے اردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں کہ لفظی ترجمہ کر کے مترجم شرعی گرفت سے محفوظ
رہ سکے ص ۱۱، یعنی خدا کے بارے میں قرآن کے اندر یہ وہ خطرناک ناک قابل
برداشت الفاظ ہیں کہ ان کا ترجمہ کر دینے والا شرعی مجرم ہے، اور جن لوگوں
نے ترجمہ کیا ہے ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

دیگو مترجمین نے خالق کو مخلوق کے درجہ میں لا کھڑا کیا ہے ص ۱۲

ان الفاظ کے معنی کیا ہیں کہ ترجمہ کر دینے سے خالق اور مخلوق میں کوئی فرق

نہیں رہ جاتا؟ استویٰ کے معنی قائم ہونا، بیٹھنا وغیرہ استعناء کے معنی کسی کا مذاق اڑانا، وجہ کے معنی یہ چہرا، مولانا مفتی علی خاں صاحب رضا خانی ہفتوات کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور نہ انکو اس طرح کے الفاظ کا ترجمہ کرنے میں کوئی تامل ہے، وہ لکھتے ہیں کہ، پروردگار قیامت کے دن اپنی کرسی پر واسطے فیصلہ بندوں کے بیٹھے گا، اوضح ص ۱۷۰ خدا کے تعالیٰ فرماتا ہے، اے فرزند آدم اگر تو مجھے دل میں یاد کرے میں بھی تجھے دل میں یاد کروں، اوضح ص ۱۹۱ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ مجھ سے نزدیک کی چاہتا ہے میں اسے دوست رکھتا ہوں اور جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اس کا کان اور آنکھ اور زبان ہو جاتا ہوں، اوضح ص ۱۹۲، ایک کامل بیمار ہوئے پیغمبر وقت کو حکم ہوا کہ میں بیمار ہوا تو نے مجھے نہ پوچھا ص ۱۹۲ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے ص ۱۹۳۔

حدیث قدسی میں آیا ہے، جب میں بندہ کو دوست رکھتا ہوں تو اس کا کان ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے دیکھتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے چلتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں کہ مجھ سے پکڑتا ہے اوضح ص ۱۹۳۔ مولانا موصوف اللہ تعالیٰ کے لئے ہاتھ پاؤں آنکھ کان زبان بیمار ہونا اور کرسی پر بیٹھنا یہ سارے الفاظ استعمال کر رہے ہیں اور رضا خانیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے حق میں اس طرح کے اردو کے الفاظ لکھنے والا گستاخ اور شرعی مجرم ہے۔

مفتی صاحب کو تو یہ سمجھ میں آیا کہ، غلام دیوبند علماء اسلام کی نظر میں کیا ہیں لیکن خاں صاحب کے والد مولانا مفتی علی خاں صاحب کتنے بڑے دہلی گستاخ بے ادب اور شرعی مجرم ہیں یہ نہیں سوچا۔

اور مولانا مفتی علی خاں صاحب کا حال یہ ہے کہ وہ بزرگان دہلی کی پیردی میں لفظی ہی ترجمہ میں قرآن کا صحیح حق اور ادب سمجھتے ہیں اور شایان کے زمانہ میں

بھی رضا خانی ذہنیت کے کچھ سر پھرے بہ عنی پائے جاتے تھے، جن کی نظر قرآن کے صرف ظاہر الفاظ پر تھی اور انکو بھی قرآن کے ظاہر الفاظ سے گھن آتی تھی، اور غلطی ترجمہ کو گمراہ کن سمجھتے تھے، ایسوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: مغز قرآن اور اصل مطلب اس کا ہم اہلسنت و جماعت نے دریافت کیا اور اہل بدعت و اھوار کو سوا استخوان کے کچھ باقی نہ آیا، اوضح ص ۲۲ اور جو ظاہر الفاظ کی بھول بھلیاں میں پڑے اندھے ٹانک ٹوئیاں مار رہے ہیں ان نادانوں کو شریعت سے ناواقف قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

نادان ہے جو اسے استخوان اور پوست سمجھے، مغز کلام وہی ہے جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کے یاروں نے سمجھا اوضح ص ۲۱ لیکن خاں صاحب کو تو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول صحیح اور معتبر تفسیروں سے دشمنی اور بیزاری ہے، اور وہ ناقابل قبول ضعیف تفسیروں کے سہارے بریلی کے بے سکے محاورہ میں اردو زبان میں اپنی امت کیلئے ایک نیا قرآن تیار کر کے تاکید حکم دے رہے ہیں کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے، دھابا شریف ص ۲۶

اور مولانا نعقی علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ: جس کا قول قرآن و حدیث

وسلف صالح کے مطابق ہو مانو اور دونوں کو اچھا جانو ہاں جس عالم کا عقیدہ فاسد

ہو وہ تعظیم علم کا ستم نہیں بلکہ اسب شیطان کا ہے کہ خلق خدا کو بہکا تا ہے،

سرور القلوب قدیم ص ۱۵ جدید ص ۱۲ ہمیں مولانا نعقی علی خاں صاحب کی اس سچی

بات سے مکمل اتفاق ہے، کیونکہ یہ شریعت اسلامیہ کے عین مطابق ہے، معنی صاحب اسوفاں صاحب کا باطل دین و مذہب اور محرف ترجمہ قرآن مبارک ہو۔

خاں صاحب کو نہ تو قرآن کا ترجمہ لکھنا تھا اور نہ کسی بھی ائمہ کبار سے وہ اس کے

اہل ہی تھے، انھیں تو ترجمہ کے ذریعہ فقہ حنفی کی مخالفت کرنی تھی، صحیح اور معتبر

تفاسیر کے مطابق بزرگانِ دہلی کے قابلِ اعتماد ترجموں کو بے اعتبار کرنا تھا ،
 صحابہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تفسیروں کا انکار کرنا تھا ، ترجمہ
 میں بدعات و خرافات اور شیعہ عقائد کو گھسیٹنا تھا ، سنیت و حقیقت کے
 درمیان دعویٰ کی آڑ میں قرآن ہی کو بے اعتبار کرنا تھا ، جس پر پردہ ڈالنے کے لئے
 علماء حق کے ترجموں کو بہانا بنا کر درحقیقت صحابہ و سلف صالحین کو برا بھلا
 کہا جا رہا ہے ، جیسا کہ خود مولانا مفتی علی خان صاحب کی کتابوں سے یہ حقیقت بالکل
 واضح ہے ، اور سلف کو برا کہنے والے کون لوگ ہیں اس کو بھی انھیں سے سن لیجئے
 چنانچہ وہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی پیشینگوئیوں کو بیان کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں کہ :

اور انفیوں کے ظہور سے خبر دی کہ وہ سلف کو برا کہیں گے ، اور فتح ۲۵۷
 بہر حال صحیح اور معتبر تفاسیر کا حامل ، قابلِ اعتماد اور ایمان افروز ترجمہ کس کا ہے ؟
 اس کے برعکس سلف سے بغاوت کرتے ہوئے غلط اور گمراہ کن ترجمہ کس نے کیا
 ہے ؟ اس حقیقت کو مولانا مفتی علی خاں صاحب کی تحریروں کی روشنی میں
 بہت آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے ، اور ساتھ ہی اس کی بھی صاف جھلک نظر آئے گی
 کہ جس ترجمہ کو تفسیری ترجمہ کا پُر فریب عنوان دیا جا رہا ہے وہ ترجمہ نہیں ہے بلکہ
 اپنے نزعات کے لئے ترجمہ کے بہانے اردو میں قرآن کی مکمل اصلاح ہے ، جو
 بلاشبہ اپنی نوعیت کا ایک بہت بڑا عجیب و غریب رضا خانی مجددانہ کارنامہ ہے ۔
 خان صاحب نے جن علماء حق کو اپنے باطل مشن کی کامیابی میں روڑا تصور کیا ، ان سے
 عوام کو متفر کرنے کیلئے پہلے انکی بے غبار عبارتوں میں خوب خیانتیں کر کے انکی طرف گندے گندے
 عقائد منسوب کئے کہیں یہ کہ معاذ اللہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکر مٹی میں مل گئے ، کہیں کہ
 نماز میں آگ خیال آنے سے نماز نہیں ہوتی اور گدھے میل کا خیال آئے تو کوئی حرج نہیں ، کہیں
 یہ کہ جیسا علم آپ کو ہے ایسا علم تو جانور اور پاگل کو بھی حاصل ہے ، کہیں یہ کہ شیطان بعین کا علم

آپ سے زیادہ ہے، کہیں یہ کہ خداجوٹ بولتا ہے وغیرہ وغیرہ
مساز اللہ تم معاذ اللہ

اور پھر اپنا یہ حربہ شریک بھی پڑا کہ عوام کے دل و دماغ پر اس طرح جھٹک کر دم کرتے ہیں،
کہ انکا تو مذہبی کسی طرح ضرر پہل جائے، وہ یہ کہ اگر علماء حق کی کتابوں کو پڑھو گے تو گمراہ
ہو جاؤ گے، لہذا ہمیشہ ان سے دور رہو۔

معنی صاحب بھی وہی نہیں یعنی خوب مرنے لے لیکر بڑے اطمینان سے مسلسل چار ہے ہیں
اور جو کہ علماء حق کی جس طرح کی عبارتوں کے ساتھ یہ سفیاطی ڈرامہ رچا گیا ہے، اسی طرح کی
عبارتوں سے خود مولانا مفتی علی خاں صاحب کی بھی کتابیں بھری پڑی ہیں، اسی لئے نہ خاں صاحب نے
ان کا عرس کیا اور نہ آج کیا جاتا ہے، اور نہ خاں صاحب کے ساتھ ان کا کچھ تذکرہ ہی کیا جاتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ خاں صاحب تعریف کے پردے میں اپنے باپ کو نیچا ہی دکھانے کی کوشش
کرتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں کہ: اس گھر کے فتوے نکالنے توڑے برس سے زائد ہو گئے،
دادا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مدت النمر یہ کام کیا، جب وہ تشریف لے گئے تو اپنی جگہ میرے والد
ماجد قدس سرہ العزیز کو چھوڑا، میں نے چودہ سال کی عمر میں ان سے یہ کالے لیا، پھر چند روز

بعد امامت بھی اپنے ذمے کر لی۔ عرض کریں نے اپنی صفر سنی میں کوئی باران پر نہ رہنے دیا
(دعایا ص ۳) دادا نے تو زندگی بھر فتوے کا کام کیا اور انکے بیٹے نے کچھ تعرض نہ کیا،
لیکن خاں صاحب بقول خود اپنی کم سنی اور لڑکپن ہی میں اپنے باپ کو فتویٰ نویسی اور امامت
وغیرہ سے سبکدش اور معزول کر کے خود ہی سب سے بڑے بن گئے، اور نا اہل باپ ان کا
مذہب تکھے ہی رہ گئے، ایسا یہ تھا اور بھولا باپ اچھا اپنے نالائق بیٹے کا روزنا کیوں نہ روئے،
لکھتے ہیں کہ: سچ ہے نا خلف اولاد مارا آستین ہے اسکی پرورش جاں کو ضائع کرتی ہے،
سردار القلوب قدیم ص ۱۱۴ جدید ص ۱۴۱

بارہہ ضلع ایٹہ کے تکیہ دار شاہ آل رسول کے ہاتھ پر باپ بیٹا دونوں ایک ہی مجلس
میں بیعت ہوئے ہیں، خاں صاحب لکھتے ہیں کہ بیعت کے ساتھ ہی ہم دونوں کو خلافت

بھیال گئی، اور صبح صبح یعنی خانقاہ صاحب بیکار ہے ہیں کہ آپ تو مرنے والے ہمارے
 تین برس قبل ۸۴ سال کی عمر میں خلافت پاسکے، اور میں ۱۰۲ ہی برس کی عمر میں بغیر منت کے
 جھٹ پٹ خلافت پا گیا۔ مولانا مفتی علی محمد صاحب نے وفات سے دو سال پہلے آپ
 انچاس برس کی عمر میں حج کیا ہے، خانقاہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہاں کے بڑے بڑے علماء
 سے سند حدیث حاصل کی اور صبح میں اور خود اپنے دوسرے حج کے ثمرات
 نصے میں لکھتے ہیں کہ جب میں ماں کی سخت تاکید مخالفت کے باوجود صرف مسالمین
 پر فریب کے دستخط حاصل کرنے کیلئے، بلا ارادہ نفل حج کیلئے گیا تو وہاں کے بڑے بڑے
 علماء نے مجھے سند حدیث ملی اور مرید ہوئے، (ملفوظ جلد ۱۲)

بہر حال کوئی صاحب یہ نہ خیال فرمائیں کہ ہم خواہ مخواہ خانقاہ صاحب کی طرح صرف
 حدیث انکی ہر بات کو غلط ہی سمجھتے ہیں نہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اگر کبھی غلطی سے انہوں
 نے کوئی سچی بات لکھ دی ہے تو ہم اسکو بڑی فراخ دلی اور انتہائی فیاضی کے ساتھ خوشی
 خوشی منہج تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے ایک خواب کی خود ہی تبصیر
 بیان کی ہے۔ (فضول بک، ملفوظات جلد ۱۹ یعنی خانقاہ کو خواب میں فضول خود فضول بک
 کی بشارت ملی، خواب اگرچہ محض فرضی ہی ہو مگر بہر حال خانقاہ صاحب کی بیان کردہ تبصیر
 ان کے حسب حال بالکل صحیح ہے لہذا ہمیں کچھ اختلاف ہے تو وہ صرف خانقاہ صاحب
 کی لغویات و فضولیات اور انکی محض فضول بکواس سے، نہ کہ ان کے حق میں
 فضول بک کی سچی بشارت سے، اُمید کہ آئندہ مفتی صاحب ذرا ہوش میں رہ کر ہی
 کچھ لکھا کریں گے۔

مفتی صاحب نے اپنے فرضی امام (احمد رضا) کی طرح اپنی حرام نفسی کے باعث انکے
 باطل دین و مذہب کی فضول تردید و اشاعت ہی کو اپنا علمی کمال اور سرمایہ حیات سمجھ
 لیا ہے۔ لہذا آج رضا خانیت کی گرتی ہوئی ساکھ کو دیکھ کر انہوں نے ہماری کتاب
 (زلزلہ قیامت) کے رد عمل میں ایک لایعنی کتاب بنام (علماء دیوبند علماء اسلام کی نظریات)

اُردو ترجمے ایسے ہیں جن سے خدا و رسول کی شان میں گستاخی اور توہین ہوتی ہے، اور خانصاحب کا ترجمہ بالکل پاک صاف ہے، پھر کیا تھا تعادل تراجم کا ایک تاننا بندھ گیا۔

لہذا ہم بھی اس سلسلے میں بطور نمونہ کے کچھ وہ ترجمے پیش کریں گے جو رضا خانیوں کے نزدیک متفقہ طور پر غلط اور توہین آمیز ہیں اور اس کے مقابلہ میں خانصاحب کا ترجمہ صحیح اور فرضی عشی رسول میں ڈوبا ہوا ہے اور کچھ نمونے تو ایسے ہو چکے کہ جن کو دیکھ کر رضا خانیت کے ٹھیکہ دار سرپیٹ کر رہ جائیں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ جن کو پڑھ کر وہ اپنا گلا گھونٹ کر مر جائیں گے

آئیں وہ زرف نگاہی کا ہے جن کو دعویٰ
آئینہ ان کو دکھاؤں تو پشیمان ہونگے

محمد اسراہیل قاسمی
(استاد) مرقاة العلوم مؤلفات تھانہ بھنجن
۲۴ ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ بروز جمعرات